تاثرات

شب و روز کی گردشِ پیہم کے دوش پر سال کے بعد رمضان کا مبارک مہینہ آیا اور اپنی تمام سعادتوں اور برکتوں کے ساتھ گزر گیا۔ قرآن مجید نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے یہ گنتی کے چند دن ہی تو ہیں۔ آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔

لیکن ان چند دنوں میں خیرات و حسنات کی ایسی وسیع دنیا سمو دی گئی ہے، جس کی حدیں لامتناہی اور جس کا پھیلاؤ بے انتہا ہے۔ وہ لوگ بدرجہ غایت خوش نصیب ہیں، جنھوں نے دن کو روزے رکھے، رات کو قیام کیا اور اپنا وقت قرآن مجید کی تلاوت میں صرف کیا۔ اب رمضان اپنی ہمہ گیر برکات کے ساتھ رخصت ہو گیا ہے اور اللہ کی وسعت پذیر رحمتوں کا جو شامیانہ مخلوقِ خدا پر ایک خاص انداز سے اس مہینے میں سایہ فگن رہا، لپیٹ لیا گیا ہے۔

ہم میں سے ہر شخص کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کس نے رمضان کا کس طرح استقبال کیا؟ اس کی کیا عزت کی؟ اس کے احترام و توقیر کے مقررہ پیمانوں کو کہاں تک ملحوظ رکھا؟ اللہ کی کس قدر عبادت کی؟ تلاوت قرآن مجید کی کیا رفتار رہی؟ تراویح اور نوافل کا کس حد تک اہتمام کیا؟ اس مہینے میں راہِ خدا میں کیا کچھ خرچ کیا۔ کتنے یتیموں بے کسوں غریبوں مفلسوں، بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کی اعانت کی؟ کتنے بھوکوں کو کھانا کھلایا؟ کتنے ناداروں کی مدد کی؟ اپنی آنکھوں، اپنے ہاتھوں، پیروں اور افکار و خیالات کو کس حد تک ارتکابِ معصیت سے روکا؟ لغو و لہو اور بے ہودگی و یاوہ گوئی سے کہاں تک اپنے آپ کو محفوظ رکھا؟ اخلاق کہاں تک سنورے اور کردار میں کس قدر نکھار پیدا ہوا؟ رمضان کی وجہ سے ہم پر کیا بہتر اثرات مرتب ہوئے اور کن برائیوں سے دل میں نفرت کے بیج بوئے گئے؟ ان باتوں کا ہمیں جائزہ لینا چاہیے اور گردن جھکا کر تنہائی میں اپنے دل و دماغ سے ان سوالات کا جواب پوچھنا چاہیے۔ اگر جواب صحیح ہو تو یہ ہماری بہت بڑی خوش بختی ہے اور اگر خدانخواستہ جواب درست نہ ہوا، اور جائزہ و احتساب کے بعد برائیوں کا پلڑا نیکیوں کے پلڑے سے بھاری رہا تو ہماری حرماں نصیبیوں اور بدبختیوں کا کوئی ٹھکانا نہیں۔

ہم عید بھی منا چکے، لیکن عید بھی تو اسی صورت میں صحیح طور پر مسرت و بہجت کا باعث بنتی ہے اور اللہ کے ہاں سے انسان کو اجر و ثواب کا مستحق گردانتی ہے جب کہ پورا رمضان اس کی عبادت میں گزرا ہو، گناہوں کی آلائشوں سے بچ کر۔

(باقی صفحہ [illegible] پر)